علم النفس

مصنف

صوفی پرتھی سنگھ

مرض سینہ تپ دق مستقل ہو جائیگا تو چار خوان فی دن جا کے قیمت پائیگا

علم النفس

یعنی

اے مالک کل میرے والدین پر رحم فرما ... آمین

سو سال تک جوان تندرست اور ہشاش بشاش رہتے ہوئے
عمر طبعی تک پہنچنے کا راز

تصنیف عالیجناب صوفی برچھی سنگھ صاحب مصنف طلسم روح،
تسخیر حیات، ترقی حیات، دوسری دنیا، طبیب روحانی وغیرہ وغیرہ

حسب فرمائش سپرنٹنڈنٹ کارخانہ ناشر ... بک ڈپو لاہور

تمہید

زندگی کا دارومدار سانس پر ہے۔ گویا سانس ہی زندگی ہے جب سانس نہیں تو زندگی بھی نہیں۔ بنی نوع انسان کی زندگی کا انحصار سانس پر ہی نہیں ہے۔ بلکہ حیوانات اور نباتات بھی بغیر سانس کے زندہ نہیں رہ سکتے۔ بچہ پیدا ہوتے ہی ایک لمبا سانس کھینچتا ہے۔ اور اس وقت سے اس کی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔ بوڑھا آدمی بستر مرگ پر ایک آخری سانس کھینچ کر شمع سحر کی صورت ہمیشہ کے لئے خاموش ہو جاتا ہے۔ غرضیکہ بچہ کے پہلے سانس سے لے کر بوڑھے کے آخری سانس تک سانس کی آمد و شد جاری رہتی ہے۔ سانس کی اس آمد و شد کا نام ہی زندگی ہے مانی ہوئی بات ہے کہ انسان بغیر کھانے کے کچھ دن تک زندہ رہ سکتا ہے۔ بلا پانی اس سے کچھ کم۔ مگر سانس کے بغیر چند منٹ سے زیادہ زندگی محال ہے۔ پر یہ بات کم لوگوں کو معلوم ہے کہ دائمی خوشی صحت۔ خوبصورتی اور درازی عمر کا راز بھی اسی سانس کے ساتھ وابستہ ہے۔ ہمارے ممبر جب سانس کے علم سے آشنا ہو جائیں گے تو جوانی میں تندرستی اور خوبصورتی پر حاوی ہو کر ان کو مدت دراز تک برقرار رکھنا اور پھر دو سو سال تک زندہ رہنا ان کے لئے کچھ مشکل نہ رہیگا۔ ایک طریقہ سانس لینا عمر۔ حرارت غریزی اور جسمانی قوت کو بڑھاتا ہے۔ بخلاف اس کے دوسرے طریقہ سے سانس لینا انسانی جسم کو بیماریوں کا آماجگاہ بناتا ہے۔ ہماری مراد قدرتی و مصنوعی طریقہ سانس سے ہے۔ قدرتی سانس تو وہ ہے جو بچے یا دیگر حیوانات قدرتی طور پر لیتے ہیں۔ اور مصنوعی وہ جو موجودہ نسل کے لوگ لیتے ہیں [illegible]

سانس اور ہماری دیگر حرکات میں بہت کچھ تبدیلی کر دی ہے۔ بیٹھنے کھڑے رہنے۔ اور چلنے پھرنے کے طریقے اس نے ایسے سکھائے ہیں کہ جن سے نفس کی قدرتی اور صحیح حالت میں فرق آگیا ہے۔ گویا ہم نے تہذیب کو اپنی قدرتی دولت کھو کر حاصل کیا ہے +

جنگلی آدمی تہذیب یافتہ لوگوں کے مقابلہ میں بہت کم بیمار کیوں ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ قدرتی طریقے سے سانس لیتے ہیں۔ ہندوستان میں بہت کم آدمی صحیح صحیح و قدرتی طریق سے سانس لینے والے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ پست قد اور نحیف البدن ہو گئے ہیں۔ اور اکثر مہلک امراض مثلاً سل و دق (متعلق بہ پھیپھڑہ) میں مبتلا ہو کر بھری جوانی میں ہی عدم آباد کو سدھار جاتے ہیں۔ بڑے بڑے واقف کاروں کا قول ہے کہ اگر نسل انسان صحیح سانس لینے لگے تو دوسری نسل کے آنے تک دنیا بہشت بریں کا نمونہ بن جائے گی۔ اور بیماری اس قدر کم ہو جائے گی کہ بیمار آدمی عجائبات سے سمجھا جائے گا +

اصول مغربی سے دیکھئے یا مشرقی سے تندرستی اور صحیح سانس لینے کا ایسا تعلق ہے کہ یہ بات ماننی پڑتی ہے۔ کہ جہاں صحیح سانس لینا نہیں ہے وہاں تندرستی بھی نہیں ہے۔ بعض حکما کا قول ہے۔ کہ صرف صحت جسمانی کا دارومدار ہی صحیح سانس لینے پر منحصر نہیں ہے۔ بلکہ قوت متخیلہ بشاشت طبع سکون قلب۔ نفاست جسم۔ صفائی دماغ۔ ترقی حافظہ۔ عادات و خیالات حسنہ اور قوت روحانی علم النفس اور اس کے عمل سے ترقی پاتے ہیں +

سانس کا علم ہندوستان میں سینہ بسینہ چلا آتا تھا۔ لیکن اب اس کے جاننے والے خال خال رہ گئے ہیں۔ جوگی لوگ اس کی بدولت دماغی و روحانی قوت کو بے اندازہ تقویت دیتے۔ اور جسم پہ پورا پورا اقتدار حاصل کر کے مادہ حیات یا حرارت غریزی کو (جس کو وہ لوگ پران کہتے ہیں) جس عضو میں چاہیں جمع کر سکتے ہیں +

لوگ ہوا سے پیدا حاصل کرتے ہیں۔ ان کو علم ہوتا ہے۔ کہ اگر خاص طریقے سے ہوا میں سانس لیا جائے تو قدرت کے ساتھ ایک خاص تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ اور انسان کی بہت سی اندرونی طاقتیں جو پوشیدہ ہیں ظاہر ہونے لگتی ہیں۔ سانس پر قادر ہو کر وہ اپنی اور دوسروں کی بیماریاں بھی رفع کر سکتے ہیں۔ اور انتشار طبع۔ پریشانی۔ بے چینی خوف، غصہ اور اس قسم کی دیگر حرکات قلب کا فوری دفعیہ ان کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں۔ اس کا نام ہے علم النفس جس کی مختصر تشریح ہم نے یہاں بیان کی۔ ممبر لوگوں کو اس علم کی کما حقہ تعلیم دینے کے لئے یہ کتاب لکھی گئی ہے۔

مُصنّف

مرشد

پہلی واقفیت
اعضائے تنفس سے متعلق

اے مالکِ کُل، میرے والدین پر رحم فرما ...... آمین

اعضائے تنفس پھیپھڑے اور وہ نالیاں ہیں جن کے ذریعہ سے ہوا پھیپھڑوں میں پہنچتی ہے۔ پھیپھڑے دو ہیں۔ اور حلق سے لے کر تمام سینہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ حلق سے لے کر ناف تک ایک نالی ہے جس کے بیچ میں دل اور دونوں جانب پھیپھڑے لگے ہوئے اور مسام دار ہوتے ہیں۔ ان کی ساخت نہایت لچکدار ہے۔ اور ایک باریک مضبوط تھیلی کے اندر رہتے ہیں۔ اس تھیلی کی ایک دیوار پھیپھڑوں سے چسپاں ہوتی ہے۔ اور دوسری سینہ کے اندر کے حصہ سے ملی ہوتی ہے۔ ان میں سے ایک قسم کی رطوبت خارج ہوتی رہتی ہے۔ جس کی وجہ سے سانس لیتے وقت پھیپھڑوں کے سکڑنے اور پھیلنے میں رگڑ پیدا نہیں ہوتی۔

جب ہم سانس لیتے ہیں تو ہوا نتھنوں سے ہوتی ہوئی [illegible] کھنچتی ہے

رگڑ کھا کر گرم ہو جاتی ہے۔ اور وہاں سے مختلف نالیوں سے ہوتی ہوئی پھیپھڑوں کے ان خانوں میں پھیل جاتی ہے۔ جو نہایت چھوٹے چھوٹے اور کروڑوں کی تعداد میں ہیں۔ ایک انگریز سرجن نے تحقیق کیا ہے کہ یہ چھوٹے چھوٹے خانے اس قدر ہیں کہ اگر ہموار سطح پر پھیلائے جاویں تو چودہ ہزار فٹ مربع کو ڈھک لیں۔ پھیپھڑوں کی حرکت کا انحصار اسی کی حرکت پر ہے۔ حجاب کی حرکت دل کی طرح فطرتی ہوتی ہے۔ جب یہ پھیلتا ہے تو سینہ اور پھیپھڑوں کا خلا بڑھ جاتا ہے۔ اور ہوا اس خلا کو پُر کرنے کے لئے باہر سے کھینچتی ہے۔ اس کے سکڑنے کی حالت میں سینہ اور پھیپھڑے بھی سکڑتے ہیں اور ہوا باہر نکل جاتی ہے۔

اب قبل اس کے کہ پھیپھڑوں سے متعلق کچھ لکھا جائے۔ دوران خون کا کچھ ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ سب جانتے ہیں خون دل کی حرکت سے چلتا ہے۔ اور باریک رگوں کے راستے تمام عضووں میں پہنچ کر ہر حصہ جسم کو حرارت اور قوت پہنچاتا اور [illegible] کرتا ہوا دوسری نالیوں اور رگوں کے ذریعے سے واپس دل [illegible] وہاں سے پھیپھڑوں میں پہنچ جاتا ہے۔ جب خون [illegible] دل سے روانہ ہوتا ہے تو اس کی رنگت سرخ ہوتی ہے اور مادہ حیات بخش یعنی پران کو اپنے ساتھ لئے ہوئے جاتا ہے۔ لیکن واپسی پر جسم کے خارجی اجزاء کے ساتھ مل جانے کی وجہ سے کمزور اور نیلا ہو کر لوٹتا ہے۔ گویا آمد روانگی کے وقت مثل تازہ چشمہ کے پانی کی طرح ہوتا ہے۔ تو واپسی پر اس کے برعکس بدرو کے پانی کی مانند جس وقت یہ غلیظ خون دل کی رگوں سے پھیپھڑوں میں پہنچتا ہے۔ تو ان کروڑہا چھوٹے چھوٹے خانوں میں جن کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ پھیل جاتا ہے۔ اب یہاں سے ہم پھر پھیپھڑوں پر آ جاتے ہیں۔ بطریق مذکورہ بالا سے گندے خون کی تقسیم ہو چکنے کے بعد جب ہوا بذریعہ تنفس اندر پہنچتی ہے تو خون کی نالیوں سے ٹکراتی ہے۔ یہ نالیاں اتنی بے حد باریک ہوتی ہیں تاہم خون ان کے اندر بھرا رہتا ہے۔ اور اس کی

لطیف کہ آکسیجن ہوا کا اثر خون پر پہنچنے میں مانع نہیں ہوتیں۔ آکسیجن خون سے مل جاتی ہے۔ یعنی اس میں جذب ہو جاتی ہے۔ اور جو زہریلا مادہ (کاربن) جسم کے تمام حصوں سے خارج ہو کر خون میں شامل ہو گیا تھا۔ اس کا آکسیجن کے ساتھ ملنے اور کیمیائی ترکیب کے پیدا ہونے سے کاربانک ایسڈ گیس زہریلی ہوا پیدا ہوتی ہے۔ جو سانس کے خارج ہونے کے ساتھ ہی ہمارے جسم سے نکل جاتی ہے۔ گویا آکسیجن ہوا ہمارے جسم کے زہریلے مادہ کو خون سے خارج کر کے اسے از سر نو سرخ، تازہ بنا دیتی ہے اور اس طرح پھر آکسیجن سے اور ایک بار پران یعنی قوت حیات حاصل کر کے خون دل کے خانہ چپ میں پہنچتا ہے۔ اور وہاں سے سینکڑوں باریک رگوں کے ذریعہ سے پران تقسیم کرتا ہوا جسم کے تمام حصوں میں گذر جاتا ہے۔ اس طرح یہ خون کا یہ دورہ ہمیشہ جاری رہتا ہے اندازہ کیا گیا ہے کہ ایک دن کے چوبیس گھنٹوں میں۔ قریب تین سو من خون پھیپھڑوں کی نالیوں میں سے گذر جاتا ہے۔ اور اس کا ایک ایک قطرہ آکسیجن سے کئی کئی بار متاثر ہو جاتا ہے +

مرحوم
اے مالکِ کُل میرے والدین پر رحم فرما...... آمین

اس سے ظاہر ہے کہ اگر پھیپھڑوں میں کافی ہوا نہ پہنچے تو خون صاف نہیں ہو سکتا۔ نہ جسم کی کافی پرورش ہو سکتی ہے۔ بلکہ خارجی اجزا کے زائل نہ ہونے سے زہریلا مادہ ہر حصہ جسم میں پہنچ جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جسم کی پرورش کا حقہ نہ ہونے سے تندرستی رخصت ہوتی ہے۔ اور بیماری آدباتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ ٹھیک (پورا) سانس لینا نہیں جانتے ان کا خون سیاہی مائل نیلگون ہوتا ہے اور چہرے کی رنگت زرد۔ وہ ہمیشہ اداسی کے سمندر میں ڈوبے رہتے ہیں اور انہیں دنیا کی کوئی چیز بھلی نہیں لگتی۔ بخلاف ازیں۔ ٹھیک سانس لینے والے ہنس مکھ، زندہ دل اور ہشاش بشاش پائے جاتے ہیں۔ ان کے چہرے انار کے دانے کی طرح دمکتے رہتے ہیں۔ سطور مذکورہ بالا سے ہمارے پیارے ممبروں کو ٹھیک سانس لینے کی قدر و قیمت معلوم ہو گئی ہوگی +

اگر پھیپھڑوں کی تازگی بخش کارروائی سے خون کی پوری پوری صفائی نہ ہوگی تو وہ غلیظ مادہ جو اس نے پہلے دورہ میں جسم سے کشید کیا تھا۔ اس میں بدستور موجود رہیگا۔ ظاہر ہے کہ یہی مادہ جسم میں دوبارہ پہنچکر مرض بیماری پیدا کرے گا۔ خون کو جب کافی ہوا مل جاتی ہے تو صرف اس کی غلاظت ہی رفع نہیں ہوتی بلکہ اس کے ساتھ کسی قدر آکسیجن بھی شامل ہو جاتی ہے۔ جو خون کے ذرات کے ساتھ مل کر اور جسم کے چھوٹے سے چھوٹے حصے میں پہنچ کر ایک کار رفتہ مادہ کو تازہ مادہ میں بدل دیتی ہے۔ وہ خون جس کو ہوا بخوبی پہنچ گئی ہو۔ سو میں سے ۲۵ حصہ آکسیجن کا لئے ہوئے ہوتا ہے۔ آکسیجن سے ہر ایک عضو میں مادہ حیات تو پہنچتا ہی ہے۔ اس کے سوا قوت معدہ کا انحصار بھی غذا میں آکسیجن کے ملنے پر ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جب پھیپھڑے کمزور ہوتے ہیں تو ہاضمہ بھی ٹھیک نہیں ہوتا۔ ہاضمہ کی درستی اسی حالت میں رہ سکتی ہے جب خون میں ملا ہوا آکسیجن غذا سے ملے اور اس پر اثر انداز ہو۔ پھیپھڑوں کے ذریعہ سے کافی مقدار آکسیجن کی جسم کے اندر پہنچانا اس لئے بھی ضروری ہے ماحصل یہ ہے کہ غذا اچھی طرح جزو بدن نہ ہونا جسم کی پرورش کو کم کرتا ہے۔ پھیپھڑوں پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے۔ جب ٹھیک سانس نہ لینے سے غذا اچھی طرح جزو بدن نہ ہوگی پھیپھڑے خود بخود کمزور ہو جائیں گے۔ ادھر پھیپھڑوں کے کمزور ہو جانے سے جسم اور بھی زیادہ کمزور ہوگا۔ آکسیجن کے بغیر نہ جسم کی پرورش ہو سکتی ہے۔ اور نہ خارجی اجزا کا اخراج۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ خارجی اجزا کی ماہیت بدلنے سے ایک حرارت پیدا ہوتی ہے جو جسم کی حرارت کو قائم رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ٹھیک سانس لینے والوں پر سردی کا اثر بہت کم ہوتا ہے اور ان کے جسم کا گرم خون بیرونی موسموں کے تغیرات کا بخوبی مقابلہ کرسکتا ہے۔

مرحوم
الٰہی مالک کل میرے والدین پر رحم فرما ...... آمین

دوسری واقفیت

نفس کا اصول باطنی

ہر نفس کہ فرو مے رود ممدِ حیات است
و چوں بر مے آید مفرح ذات

علم النفس دو حصوں پر منقسم ہے۔ یعنی ظاہری و باطنی۔ حصہ متعلق بہ جسم ظاہری ہے۔ اور باطنی وہ ہے جس کا بیان ہم حوالۂ قلم کرتے ہیں۔ عالمان فن جو ہر ملک اور ہر زمانہ میں اپنے خاص مریدوں کو اس علم کی خفیہ تعلیم دیتے آئے ہیں۔ ان کا قول ہے کہ ہوا میں ایک جزو[*] یعنی قوت کے مختلف نام رکھے گئے ہیں۔ لیکن ہم اس کو اپنے بیان میں پران کہیں گے پران ایک سنسکرت لفظ ہے جس کے معنے ہیں۔ قوت محض۔ بعض اسے قوت محیط بھی کہتے ہیں۔ اور ہر قسم کی قوت کی بنا ہماری غرض اس قوت کے بیان کرنے سے ہے۔ جس کا ظہور جانداروں میں پایا جاتا ہے۔ اور جس سے جاندار اور بے جان کی تفریق ہوتی ہے۔ پران کو اگر ہم مادہ حیات اور جان کا متحرک جزو کہیں تو بے جا نہ ہوگا۔ کیونکہ تمام جانداروں میں اس کا ظہور ہے۔ نباتات سے لے کر انسان تک میں اسی کی حرکت ہے۔ یہ واقعی محیط ہے۔ فلسفہ باطنی کا اصول ہے کہ جان ہر شے میں ہے۔ جتنے کہ جن چیزوں کو ہم بے جان کہتے ہیں حقیقت میں وہ بھی جاندار ہیں۔ مثال کے طور پر ایک ذرّہ کو لیجیے۔ ذرّہ میں بھی جان ہے۔ لیکن وہ ہمیں بے جان اس لئے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس میں جان کا ظہور کم ہے۔ اس فلسفہ کی رو سے جب جان ہر شے میں موجود ہے۔ اور پران جان کا متحرک جزو ہے۔ تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ پران ہر جگہ اور ہر شے میں ہے اس سے یہ غرض نہیں کہ پران ہی روح ہے کیونکہ روح ذات محیط کا جزو ہے اور قوت حیات (پران) مادہ کو جمع کرنے والی۔ پران وہ قوت ہے

[*] جزو۔ لطیف ہے۔ جس پر کل حرکت و حیات کا حصر ہے۔ اس جزو

اے مالک میرے والدین پر رحم فرما ۔۔۔ آمین

جس سے روح اپنے مادی ظہور میں کام لیتی ہے۔ جب روح جسم کو چھوڑ جاتی ہے۔ تو پران اس کے زیر حکومت نہیں رہتا۔ اور اس کا ظہور صرف ذرات یا مجموعۂ ذرات ہی رہ جاتا ہے۔ مجموعۂ ذرات سے ہماری مراد جسم سے ہے۔ جسم کے گلنے یا فنا ہو جانے کے بعد عناصر مل جاتے ہیں۔ عناصر میں اور ہر ایک ذرہ اسی قدر پران اپنے ہمراہ لے جاتا ہے۔ جس کی اس کو دوسرے اجزا میں پیوست ہونے کے لئے ضرورت ہوتی ہے۔ اس قدرتی طریقہ سے پران کی تقسیم ہو جانے پر جو پران باقی رہ جاتا ہے وہ قدرت کے خزانے میں داخل ہوتا ہے۔ جب تک روح حاکم رہتی ہے۔ اتصال قائم رہتا ہے اس کی قوت ارادی سے ذرات آپس میں ملے رہتے ہیں۔ ایک محیط عالم مادہ قوت کو ہم پران کے نام سے نامزد کرتے ہیں۔ یہ مادہ کل حرکات و قوت کا جوہر ہے۔ خواہ اس کا ظہور کشش ارضی میں ہو یا [illegible] ستارہ کی گردش میں یا جانداروں میں۔ ادنیٰ سے اعلیٰ تک اس کی تمام مختلف صورتوں کی قوت کی روح کہہ سکتے ہیں۔ یہی وہ مادہ ہے [illegible] سے جان کا ظہور ہوتا ہے۔ یہی [illegible] وہ نہیں ہے ہوا میں ہے مگر ہوا [illegible] حیوانات اس کو ہوا میں کشید کرتے ہیں۔ اگر یہ ہوا میں شامل نہ ہو تو ان کی زندگی قائم نہیں رہ سکتی۔ حیوانات اور نباتات کی زندگی کو پران ہی قائم رکھے ہوئے ہے۔ جسم اس کو آکسیجن کے ساتھ جذب کرتا ہے اور نباتات کاربانک ایسڈ کے ساتھ اگرچہ یہ نہ تو آکسیجن ہے اور نہ کاربانک ایسڈ۔ ہم ہر وقت پران سے بھری ہوئی ہوا کو اپنے میں کشید کرتے رہتے اور اس میں سے پران کو نکال کر کام میں لاتے رہتے ہیں۔ تازہ ہوا میں پران بہت زیادہ ہوتا ہے۔ جیسی سہولیت سے ہم پران کو ہوا میں سے کشید کرتے ہیں۔ دوسری چیزوں میں سے نہیں کر سکتے۔ معمولی سانس لیتے میں ہم معمولی مقدار پران کی کشید کر کے اپنے میں جذب کرتے ہیں۔ لیکن بالارادہ خاص قاعدہ سے سانس لینے میں ہم زیادہ پران کھینچ کر دماغ و دیگر حصص جسم میں جمع کر سکتے ہیں اور ضرورت کے وقت کام

میں لا سکتے ہیں۔ جس طرح بجلی جمع کی جاتی ہے۔ ویسے ہی پران کو بھی کیا جا سکتا ہے بہت سی روحانی قوتیں جو اہل باطن کو حاصل ہوتی ہیں۔ انکا حصول پران کے علم اور اس کے ذخیرہ کو ترکیب کے ساتھ کام میں لانے پر منحصر ہے۔

تیسری واقفیت

سانس کس سے لینا چاہیئے؟ منہ سے یا ناک سے

پران علم الحبس کا پہلا اصول یہ ہے کہ سانس ہمیشہ ناک سے لینا چاہیئے منہ سے نہیں۔ اگر ناک سے سانس لیا جائے گا تو صحت و طاقت حاصل ہوگی۔ اس کے برعکس بیماری و کمزوری۔ مگر عام طور پر دیکھا گیا ہے۔ کہ منہ سے سانس لینے والوں کی تعداد نسبتاً زیادہ ہوتی ہے۔ جو بچے منہ سے سانس لیتے ہیں اور ان کو روکا نہیں جاتا بڑے ہو کر وہ دائم المریض ہونگے۔ اور جوانی میں بڑھاپا آ جائے گا۔ اس امر میں مہذب ماؤں کی نسبت وحشی مائیں زیادہ ہوشیار اور عقلمند ہوتی ہیں۔ وہ اپنے بچوں کو منہ کا بند رکھنا اور ناک سے سانس لینا سکھاتی ہیں۔ جب بچہ سو جاتا ہے اس کے سر کو آگے سرکا دیتے ہیں لب بند ہو جاتے ہیں اور ناک سے سانس جاری رہتا ہے۔ اگر تہذیب یافتہ مائیں بھی ایسا ہی کریں تو نسل انسانی کو بہت بڑا فایدہ پہنچے۔ منہ سے سانس لینے میں بہت سے وبائی امراض انسان کو لاحق ہو جاتے ہیں۔ بہت لوگ جو ان کو بدنما معلوم ہونیکے خیال سے منہ بند رکھتے ہیں۔ رات کو منہ کھول کر سوتے اور بیماریاں کشید کرتے ہیں۔ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ ناک سے سانس لینے والوں کی نسبت وہ لوگ زیادہ وبائی امراض میں مبتلا ہوتے ہیں جو منہ کھول کر سوتے ہیں۔ ایسا بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک جنگی جہاز میں چیچک کا مرض پھیلا۔ اور بہت سے ملاح اس کا شکار ہوئے مگر جو مرے وہ سب کے سب منہ کے راستے سانس لینے والے تھے ناک سے

اے مالک کل میرے والدین پر رحم فرما..... آمین

سانس لینے والا ایک بھی نہ ملا۔ اعضائے نفس کو گرد و غبار سے محفوظ رکھنے کے لیے نتھنوں میں خاص انتظام ہے۔ جب منہ سے سانس لیا جائے گا تو ہوا میں کا گرد و غبار اور زہریلا مادہ سیدھا پھیپھڑوں میں پہنچے گا۔ کیونکہ منہ سے پھیپھڑوں تک کوئی روک نہیں ہے۔ سیدھا اور صاف رستہ ہے۔ اس کے علاوہ جو ہوا منہ کے ذریعہ سے پھیپھڑوں میں پہنچے گی۔ وہ سرد ہوگی جو اعضائے اندرونی کے لئے ایسی مہلک ہے جیسے زندگی کے لئے زہر۔

جو لوگ رات کو منہ کھول کر سوتے ہیں۔ فی الحقیقت قانون قدرت کے خلاف کارروائی کرتے اور اپنے لیئے بیماریوں کا تخم بوتے ہیں۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ منہ اعضائے نفس کی کچھ حفاظت نہیں کرتا۔ سرد ہوا۔ گرد و غبار اور بیماری کے کیڑے اس میں سے گذر کر اندر پہنچ جاتے ہیں۔ بخلاف اس کے نتھنوں کی نالیاں چونکہ پتلی اور پیچدار ہوتی ہیں اور ان میں بال بھی ہوتے ہیں۔ (جو غلیظ مادہ کو اندر جانے سے روکتے ہیں۔ اور جب سانس باہر نکلتا ہے اس کو خارج کر دیتے ہیں) اس لئے اس راہ سے بیماری کے کیڑے یا زہریلا مادہ پھیپھڑوں تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس پر اکتفا نہیں بلکہ ہوا جو نتھنوں کے ذریعہ سے جسم میں داخل ہوگی وہ گرم ہو کر جائے گی کیونکہ پتلے اور پیچدار نتھنوں کے سرے پر ایک باریک جھلی ہے جس کو چھوتے ہی ہوا گرم ہو جاتی ہے۔ اور حلق اور پھیپھڑوں کے نازک حصوں میں کچھ نقصان نہیں پہنچاتی۔ کوئی جاندار سوائے انسان کے منہ کھول کر نہیں سوتا انسانوں میں بھی خصوصاً تہذیب یافتہ لوگ قدرت کے اس قاعدے کو توڑتے ہیں وحشی افراد اور وہ لوگ جو خوش قسمتی سے تہذیب سے بے بہرہ ہیں۔ ہمیشہ منہ بند کرکے سوئیں گے۔

ہوا جب تک چھن کر صاف نہ ہو جائے۔ اندرونی اعضا میں پہنچنے کے قابل نہ ہوگی۔ نتھنوں میں ہوا کے صاف کرنے کے ایسے اوزار ہیں جو اس کو حلق اور پھیپھڑوں کے نازک حصوں میں پہنچنے کے قابل بنا دیتے ہیں

ہوا کے ساتھ ملا ہوا غلیظ مادہ جو سانس اندر کھینچتے وقت پیچ دار نتھنوں کے بالوں اور باریک جھلی سے لگ کر رک رہیگا۔ سانس کے خارج کرنے کے ساتھ ہی باہر نکل جائیگا۔ اگر اتفاق سے یہ غلیظ مادہ نتھنوں میں معمول سے زیادہ جمع ہو گئے۔ یا میوکس جھلی سے گذر کر کسی ایسے مقام پر پہنچ جائے جہاں سے اس کا اخراج کرنا سانس کے لئے ناممکن ہو۔ تو قدرت چھینک کے ذریعہ سے اس کو نکال دیگی۔ جو ہوا پھیپھڑوں میں پہنچتی ہے اس میں اور باہر کی ہوا میں اتنا ہی فرق ہے۔ جتنا آب مقطر اور بدرو کے پانی میں۔ نتھنوں کے اوزار ہوا میں سے زہریلے مادہ کو اس طرح روک لیتے ہیں جیسے منہ پھل کی گٹھلی کو۔ المختصر یہ کہ منہ معدہ میں غذا پہنچانے کے لئے ہے اور ناک پھیپھڑوں میں ہوا پہنچانے کے لئے۔ اس دوحرفی نکتے کو ہم نے طوالت اس لئے دی ہے کہ اولاً اس سے تندرستی کا بڑا تعلق ہے۔ ثانیاً علم النفس سے متعلق بہت سی مشقیں جو ہم آئندہ تعلیم کریں گے ان میں ناک سے سانس لینا لازمی ہے۔

ہم اپنے ممبروں سے کہتے ہیں کہ اگر وہ نتھنوں سے سانس لینے کے عادی نہیں ہیں تو اب ان کو عادت ڈالنی چاہئے۔ اور نیز اس کا خیال رکھنا چاہئے یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جسے معمولی سمجھ کر نظر انداز کر دیا جائے۔

الٰہی مالک کل میرے والدین پر رحم فرما .... آمین

چوتھی واقفیت

پورے سانس کا طریق حصول

پورا سانس لینے کی واقفیت علم النفس کی روح رواں ہے طالب علم کو چاہئے کہ اس سے ماہر ہو کر اس پر پورا پورا اقتدار حاصل کرے۔ اس مشق پر کماحقہ حاوی ہونے کے لئے وقت، محنت اور استقلال کی

ضرورت ہے۔ پورے سانس سے یہ مراد نہیں کہ سانس لینے میں پھیپھڑوں کو پورے طور پر ہوا سے پُر کیا جائے۔ بلکہ صرف اسقدر ضرورت ہے کہ معمولی مقدار ہوا کی بھی کشید کی جائے تو اس کو پھیپھڑوں کے تمام حصوں میں پھیلا دیا جائے۔ جسم اور اس کے تمام اعضاء کو درست حالت میں رکھنے کے لئے دن میں چند بار پورے سانس کی مشق کرنی چاہیئے۔

مشق

سیدھے کھڑے ہو کر [illegible] ناک سے سانس اندر کو کھینچو۔ پہلے پھیپھڑوں کا نچلا حصہ بھرو تو اس سے حجاب دب کر اندرونی اعضاء پر خفیف دباؤ ڈالے گا۔ اور پیٹ قدرے پھول جائیگا۔ پھر درمیانی حصہ پھیپھڑوں کا بھرو۔ اس [illegible] پسلیاں اور سینہ باہر کو [illegible] بعد اوپر کا حصہ بھرو [illegible] اور پسلیوں کو ابھارو۔ جب تم مشق کی آخری حالت میں پہنچ جاؤ گے تو شکم کا کچھ حصہ اندر کو کھینچ جائیگا اور پھیپھڑے نیچے سے اوپر تک ہوا سے پُر ہو جائیں گے۔

اس مشق میں یہ احتیاط لازم ہے کہ سانس لینے میں تین حرکتیں علیحدہ علیحدہ نہ کرنی ہونگی۔ بلکہ ہوا کی کشید مسلسل ہوگی۔ اور سینہ کا تمام خلا دبے ہوئے حجاب سے لے کر پسلیوں تک ایک ہی حرکت کے ساتھ پھیلتا جائیگا۔ سانس رک رک کر نہ کھینچا جائیگا۔ ایک مرتبہ کی کشید کے ساتھ ہی مشق کی تینوں حالتوں کی تکمیل ہو جائے گی۔ ذرا سی مہارت درکار ہے۔ پھر پورے سانس کے بھرنے میں زیادہ سے زیادہ دو سیکنڈ کا عرصہ لگا کرے گا۔

مذکورہ بالا طریق سے جب پورا سانس اندر بھر جاوے تو اسے حتے الامکان چند سیکنڈ تک روکے رکھو۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ خارج کرنا شروع کرو۔ اس طرح کہ سینہ کو اسی حالت میں رکھتے ہوئے شکم کو اندر کھینچو۔ اور سینے سے جیسے ہوا پھیپھڑوں سے خارج ہوتی جائے اوپر کو اٹھاتے جاؤ حتےٰ کہ ہوا بالکل

خالد اسحاق راٹھور
(042) 627486
اے مالک کل میرے والدین پر رحم فرما ... آمین

خارج ہو جائے۔ تو سینہ اور شکم کو ڈھیلا چھوڑ دو۔ کچھ عرصہ کی متواتر مشق
سے یہ مشق آسان ہو جائیگی۔ اور ایک مرتبہ اس پر قابو پا چکنے کے بعد
خود بخود ہونے لگیگی۔ اس طریقہ سے سانس لینے میں نفس کے تمام
اوزار اور پھیپھڑوں کے تمام حصے حرکت میں آجائیں گے۔ پورا سانس نیچے
کے بیچ کے اور اوپر کے تین سانسوں سے مل کر بنا ہے۔ گویا تینوں
سانس یکے بعد دیگرے اس طرح ظہور میں آتے ہیں کہ ایک مسلسل
پورا سانس بن گیا ہے۔ اول اول اس مشق کو بہت بڑے آئینہ کے
سامنے کرنا چاہیئے تاکہ ہر حصہ جسم کی حرکات عکس سے معلوم ہوتی رہیں
بہتر ہوگا۔ یہ سانس کھینچنے کے آخر میں شانوں کو کسی قدر اٹھایا جائے جس
سینے اوپر کی پسلیاں اٹھ جائیں گی۔ اور سینہ پھیپھڑے کے اوپر کے حصہ
میں بھی ہوا داخل ہو سکے گی۔ جس میں اگر کچھ عرصہ تک ہوا نہ پہنچ سکے تو
ایک قسم کے زہریلے کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔

ہم جانتے ہیں کہ طالب کو اس مشق کی تکمیل میں اول اول کچھ تکلیف
ہوگی۔ لیکن تھوڑے دنوں میں یہ حالت ہو جائے گی کہ اس کے
چھوڑنے کو ہرگز جی نہ چاہے گا۔

مرحوم
اے اللہ میرے والدین پر رحم فرما ..... آمین

پانچویں واقفیت

پورے سانس کا اثر جسم پر کیا ہوتا ہے

پورا سانس لینے سے جو فوائد ظہور میں آتے ہیں۔ ان کے مفصل بیان
کرنے کے لئے ایک دفتر چاہیئے۔ ہم طوالت کے خوف سے مختصراً لکھتے ہیں
پورا سانس لینے والا انسان سردی کے اثرات اور پھیپھڑوں کی بیماریاں مثلاً
سل و دق سے محفوظ رہتا ہے پھیپھڑوں میں پوری ہوا نہ پہنچنے سے حرارت
غریزی کے کم ہونے سے دق کی بنیاد پڑتی ہے وجہ کیا کہ جسم میں حرارت

غذیت کی کمی سے ہی دق کے کیڑوں کو اعضا کے اندرونی پرورش کرنے کا موقع ملتا ہے۔ جب پورے سانس نہیں کمی واقع ہونے کی وجہ سے پھیپھڑوں کا بہت سا حصہ بیکار رہیگا۔ تو کیڑوں کو پرورش پانے کیلئے خالی میدان مل جائے گا جو عصبی ساخت کو کمزور یا کہ تھوڑے ہی عرصے میں بالکل تباہ و ناکارہ کر دیں گے۔ برعکس ازیں اگر پھیپھڑوں کی عصبی ساخت مضبوط ہوگی تو وہ کچھ نہ کر سکیں گے۔ پھیپھڑوں کو مضبوط و طاقتور بنانے کے لئے سوا اس کے اور کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ ان کو کام میں لایا جاوے۔ ایک ڈاکٹر کا قول ہے کہ دق کے مریض ہمیشہ تنگ سینہ کے آدمی ہوا کرتے ہیں۔ وجہ کیا کہ یہ لوگ ٹھیک سانس نہ لینے کے عادی ہوتے ہیں جس سے ان کے سینہ کو بڑھنے اور کشادہ ہونے کا موقعہ نہیں ملتا۔ جو آدمی پورا سانس لیگا۔ اس کا سینہ کشادہ اور بھرا ہوا ہوگا۔ تنگ سینہ والے لوگ بھی اگر پورا سانس لینے کے طریق کو اختیار کریں تو ان کا سینہ بھی غیر معمولی طور پر فراخ ہو سکتا ہے۔ جن لوگوں کو اپنی زندگی عزیز ہے ان کو چاہیئے کہ ہمیشہ سینہ کو پھیلاؤ بڑھانے میں کوشاں رہیں۔ ہم اوپر لکھ آئے ہیں کو سردی کے اثرات سے محفوظ رہنے کے لئے بھی پورے سانس کا لینا ضروری ہے۔ ثبوت کے طور پر۔ اگر سردی لگ جائے تو چند مرتبہ زور کے ساتھ پورا سانس لو۔ آناً فاناً جسم میں تازگی اور حرارت دوڑ آئے گی اکثر سردی کا اثر پورے سانس لینے اور غذا میں کمی کرنے سے ایک دن میں زائل ہو جاتا ہے۔

دائمی صحت کا انحصار زیادہ تر اس بات پر ہے کہ آکسیجن کی کافی مقدار خون میں شامل ہو۔ اگر آکسیجن کم ملے تو خون خراب رہے گا۔ اور اس میں غلاظتیں بھری رہیں گی۔ جو جسم میں زہر کا اثر پیدا کر کے آخر کو اسے بیمار بنا دیں گی۔ سو بیماریوں کی ایک دوا یہ ہے کہ پورا سانس لینے کے عادی بنو۔ سانس کی خرابی سے معدہ و دیگر اعضا کے پرورش

کو بھی بہت نقصان پہنچتا ہے۔ نہ صرف یہ کہ آکسیجن کی کمی سے ان کی پرورش کم ہو جاتی ہے۔ بلکہ ہضم ہونے میں اور جزو بدن ہونے سے قبل غذا کو خون میں سے آکسیجن جذب کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ سانس کی خرابی سے قوت ہاضمہ میں فتور واقع ہوگا اور غذا کے جزو بدن ہونے میں کمی واقع ہوئی تو جسم کی پرورش میں بھی کمی ہوگی۔ بھوک کم لگے گی۔ نقاہت بڑھے گی۔ چہرے پر پژمردگی آجائے گی اور معدہ بیماریوں کا آماجگاہ بن جائے گا۔

چھٹی واقفیت

ذیل میں تین قسم کے سانس درج کئے جاتے ہیں۔ جو آج تک جوگیوں میں سینہ بسینہ چلے آتے تھے۔

(۱) مصفیٰ سانس۔ جس کی وجہ سے قوت برداشت جو خصوصاً جوگیوں میں پائی جاتی ہے بہت بڑھ جاتی ہے۔ وہ لوگ سانس کی پرورش اس مصفیٰ سانس پر ختم کرتے ہیں۔ ہم نے بھی اس کتاب میں یہی طریقہ اختیار کیا ہے۔ (۲) دوسرا مقوی سانس۔ (۳) خوش گلو سانس جو خوش الحانی کی بنا ہے۔ جوگیوں کو جب پھیپھڑوں کو صاف کرنے اور ان کو پورے طور پر ہوا پہنچانے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ تو وہ سانس نمبر (۱) کی مشق کرتے ہیں۔ جس سے پھیپھڑوں میں سب جگہ ہوا پہنچتی ہے۔ اعضائے نفس کو تقویت ملتی اور صحت کلی حاصل ہوتی ہے۔ واعظوں یا گویوں کے لئے جبکہ ان کے اعضائے نفس درست حالت میں ہوں۔ اس سانس کی مشق بالخصوص فائدہ بخش ہے۔

(۱) مصفیٰ سانس کی مشق

(پہلی حالت) ایک پورا سانس کھینچو (دوسری حالت) چند لمحہ کے لئے اندر روکو (تیسری حالت) لبوں کو سکوڑو۔ جیسے سیٹی دینے کے واسطے کرتے ہیں لیکن گالوں کو نہ

کو نہ پھیلاؤ (چوتھی حالت) تھوڑا سانس خوب زور سے نکالو۔ پھر ٹھہر جاؤ۔ بقیہ ہوا بدستور بھری رکھو۔ (پانچویں حالت) تھوڑی ہوا اور نکالو اسی طرح وقفہ دے دے کر تمام ہوا خارج کر دو۔ یاد رکھو جب لبوں کے سوراخ سے ہوا نکالنے لگو تو خوب زور سے نکالو۔ تکان اور پژمردگی کی حالت میں یہ سانس دل میں ایک قسم کا سکون اور تازگی پیدا کر دے گا۔ تجربہ سے اس سانس کے جوہر کھلیں گے۔ جب تک اپنے آپ کو اس کا عادی نہ بنا لو۔ اس مشق کو جاری رکھو کیونکہ سانس کی ہر مشق کے خاتمہ پر اس کی ضرورت پڑے گی۔

(۲) مقوی سانس کی مشق

(پہلی حالت) سیدھے کھڑے ہو۔ (دوسری حالت) پورا سانس کھینچ کر اور روکو (تیسری حالت) بازوؤں کو [illegible] پھیلاؤ [illegible] ڈھیلا رکھو۔ صرف اس قدر قوت دو کہ وہ سیدھے [illegible] (چوتھی حالت) آہستہ آہستہ ہاتھوں کو شانوں کی طرف لاؤ اور جوں جوں شانوں کے قریب [illegible] بازوؤں کو اکڑاتے جاؤ۔ [illegible] تک پہنچیں رگیں اکڑ [illegible] بید مجنوں کی طرح کانپنے لگیں (پانچویں حالت) ہاتھوں کو آہستہ آہستہ تیسری حالت میں لے آؤ۔ مگر رگوں کا تناؤ اور بازوؤں کا اکڑاؤ بدستور رہے۔ پھر جب ہاتھوں کو دوبارہ شانوں کے پاس واپس لانے لگو تو بہت جلدی سے لاؤ۔ اس طرح پر کئی بار کرو۔ سانس برابر رکا رہے۔ (چھٹی حالت) سانس کو زور سے منہ کے راستے سے نکال دو۔ (ساتویں حالت) مصفی سانس کی مشق کرو۔

اس مشق سے تمام جسمانی رگیں متحرک ہو کر طاقت حاصل کرتی ہیں۔ حرارت غریزی بے حد بڑھتی ہے۔ جسم میں طاقت۔ توانائی اور غیر معمولی پھرتی پیدا ہوتی ہے۔ دوران مشق میں تین باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ (۱) ہاتھوں کا نہایت پھرتی سے شانوں کی طرف کھینچنا۔ (۲) پٹھوں کی رگوں کا تناؤ (۳) پھیپھڑوں کا ہوا سے پورے طور پر بھر جانا۔

۱۳- خوش گلو سانس کی مشق

(پہلی حالت) بہت آہستگی سے ایک پورا سانس کشید کرو۔ جتنی زیادہ دیر سانس کو کشید کرنے میں صرف کر سکو۔ اتنا ہی اچھا ہے۔ (دوسری حالت) چند لمحے کے لیے روکو (تیسری حالت) منہ کھول کر تمام ہوا کو ایک دم زور سے نکل جانے دو۔ (چوتھی حالت) مصفی سانس لے کر پھیپھڑوں کو سکون دو۔ آواز کا پاٹ دار اور دلکش ہونا صرف حلق پر ہی موقوف نہیں ہے۔ بلکہ چہرہ کی رگیں بھی اس میں بہت کام کرتی ہیں اکثر فراخ سینہ والوں کی آواز بہت دھیمی دیکھی گئی ہے۔ اور تنگ سینہ والوں کی زوردار۔ یہاں ایک دلچسپ بات قابل تجربہ ہے۔ کہ (۱) ایک آئینہ کے سامنے کھڑے ہو کر منہ سے سیٹی بجاؤ۔ اور اپنے چہرے کی اس حالت کا خوب غور سے معائنہ کرو۔ (۲) کچھ بولو یا گاؤ اور چہرے کی تبدیلی کو بغور دیکھو۔ (۳) پھر سیٹی بجاؤ لیکن اب کی بار منہ کو بدستور رکھ کر گاؤ۔ دیکھو پہلے کی نسبت کیسی شیریں آواز نکلتی ہے۔ جوگیوں میں آواز کو ترقی دینے کا یہی ایک طریقہ ہے۔ اسی ورزش کا نتیجہ ہے۔ کہ ان کی آواز ملائم خوشگوار۔ صاف۔ اتار چڑھاؤ میں پوری اور دلکش ہو جاتی ہے۔ جو ممبر اس ورزش کو اعتقاد کے ساتھ کرے گا۔ اس کی آواز میں جملہ صفات پیدا ہو جائیں گی۔ مگر اس سانس کی مشق قطعی ورزش کبھی کبھار کرنی چاہیے۔

ساتویں واقفیت

پانچ ترقی بخش ورزشیں

ذیل میں پانچ ورزشیں درج کی جاتی ہیں۔ جن سے پھیپھڑوں کی تقویت ملتی اور حرارت غریزی بے اندازہ پیدا ہوتی ہے۔

پہلی ورزش سانس کو روکنا یا حبس دم

(پہلی حالت) سیدھے کھڑے ہو (دوسری حالت) پورا سانس کشید کرو۔ (تیسری حالت) روکو جب تک کہ بآرام روک سکو (چوتھی حالت) منہ کھول کر زور سے خارج کر دو۔ (پانچویں حالت) مصفی سانس لو۔

اس مشق میں اول اول بہت تھوڑی دیر تک سانس کو روک سکو گے مگر روز روز کی مشق سے بتدریج ترقی ہوتی جائے گی۔ ترقی کا اندازہ کرنے کے لئے گھڑی کو سامنے رکھ لیا کرو۔ یہ ورزش نہایت مفید ہے اعضائے نفس و معدہ میں ترقی دیتی ہے۔ اس سے سینہ بڑھ جاتا ہے۔ خون میں گھل کر پھیپھڑوں کے تمام خارجی مادہ کو نکال دیتا ہے۔ سانس کی عفونت کو جو پھیپھڑوں کے صاف نہ ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔ رفع کرتا ہے۔

مرحوم

دوسری ورزش اعضائے نفس کی تحریک

… مالک کُل سیٹھ والدین پر رحم فرما … آمین

(پہلی حالت) ہاتھوں کو پہلوؤں پر رکھ کر سیدھے کھڑے ہو۔ (دوسری حالت) بہت آہستگی سے سانس کو کشید کرو۔ اور کشید کرتے وقت سینہ کو انگلیوں کے پوروں سے مختلف مقامات پر ٹھونکتے رہو۔ یہاں تک کہ سانس کی اندر گنجائش نہ رہے (تیسری حالت) سانس کو روکے ہوئے سینہ کو ہتھیلیوں سے دباؤ (چوتھی حالت) مصفی سانس لو۔

اس ورزش سے تمام جسم کی تحریک ہوتی اور تازگی پہنچتی ہے جو لوگ نامکمل سانس لینے کے عادی ہوتے ہیں ان کے پھیپھڑوں میں ہوا کے بہت سے چھوٹے چھوٹے مقامات پورا سانس نہ پہنچنے سے سست اور بیکار ہو جاتے ہیں۔ ان کو بالکل بیدار کرنے اور تحریک دینے کے لئے پورا سانس کرنا بھی کافی نہیں ہوتا۔ ان صورتوں میں یہی ورزش کارآمد ثابت ہوتی ہے۔ بہتر یہی ہے کہ یہ ورزش اپنے معمول میں نہ داخل کر لی جائے۔ جب یہ ورزش [illegible] سے کام لیا جا سکتا ہے۔ اس کی مشق سے بعض

اوقات سر میں چکر سا معلوم ہونے لگے گا۔ اگر ایسا ہو تو ورزش کو بند کرکے ادھر ادھر ٹہلو اور طبیعت کے درست ہونے پر پھر کرو۔

تیسری ورزش۔ پسلیوں کو قوت دینا

(پہلی حالت) سیدھے کھڑے ہو۔ (دوسری حالت) ہاتھوں کو پہلوؤں پر بغل کے نیچے کمر سے جس قدر ممکن ہو اوپر اس طرح پر رکھو کہ انگوٹھے پشت کی طرف ہتھیلیاں پہلوؤں پر اور انگلیاں سینہ پر آجائیں۔ (تیسری حالت) پورا سانس کشید کرو (چوتھی حالت) جتنی دیر ممکن ہو سکے روکو۔ (پانچویں حالت) معمولی سانس لو۔ اس ورزش میں حد اعتدال سے تجاوز نہ کرنا چاہیئے۔ یہاں یہ بات حفظ کر لینا ضروری ہے کہ پسلیاں ایسے جوڑوں سے مل کر بنی ہیں۔ جو ان کے پھیلنے و سکڑنے میں مانع نہیں ہوتے۔ چونکہ سانس لینے میں پسلیاں بہت کام کرتی ہیں۔ لیکن خلاف قدرت کھڑا رہنے یا بیٹھنے سے جس کے اکثر لوگ عادی ہوتے ہیں۔ پسلیاں اور ان کے پٹھے سخت ہو جاتے ہیں۔ اس نقص کو رفع کرنے کے لئے یہ ورزش ہے۔

اے مالک کل میرے والدین پر رحم فرما ..... آمین

چوتھی ورزش۔ سینہ کو کشادہ کرنا

(پہلی حالت) سیدھے کھڑے ہو (دوسری حالت) پورا سانس کشید کرو (تیسری حالت) حتے الامکان سانس کو روکو۔ بازوؤں کو سامنے کی طرف پھیلا کر ہاتھوں کو اس طرح پر ملا دو۔ کہ شانوں کے برابر رہیں۔ (چوتھی حالت) بازوؤں کو پہلوؤں کی طرف زور سے علیحدہ کرو۔ جتنے کہ دونوں جانب پھیل جائیں۔ (پانچویں حالت) بازوؤں کو تیسری حالت میں لے جاؤ۔ پھر چوتھی حالت میں کئی بار ایسا کرو۔ (چھٹی حالت) منہ کھول کر سانس کو زور سے نکال دو۔ (ساتویں حالت) معمولی سانس لو۔ اکثر کام کرنے میں جھک کر بیٹھنے سے سینہ سکڑ جاتا ہے اس ورزش سے نہ صرف اصلی حالت پر آجائے گا۔ بلکہ کشادہ بھی ہوگا۔ مگر اس کو اعتدال کے ساتھ کرنا مناسب

ہے۔ زیادتی نہ کرنی چاہئے +

پانچویں ورزش دورانِ خون کو متحرک کرتا

وسیدھے کھڑے ہو۔ (دوسری حالت) پورا سانس کشید کر کے روکو۔ (تیسری حالت) کچھ آگے کو جھکو اور کسی لکڑی یا بید کو خوب زور سے پکڑو۔ گرفت کی قوت کو بڑھاتے جاؤ۔ حتے کہ انتہا کو پہنچ جائے (چوتھی حالت) گرفت کو ڈھیلا کر دو۔ سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ اور آہستگی سے سانس کو خارج کرو۔ (پانچویں حالت) چند بار اس مشق کو دہراؤ (چھٹی حالت یعنی [illegible]

یہ ورزش بلا لکڑی یا [illegible] کر سکتے ہیں۔ قدرتی لکڑی کا خیال کر کے اس کی [illegible] دوران کی حالت میں چھوڑ دو [illegible] جذب کر سکے۔ اس لئے سانس [illegible] ایسی حالت میں پورے سانس کے ساتھ اس ورزش کو کیا جانا ہے گا کرنا چاہئے +

خالد اسحاق راٹھور

اے مالکِ کُل میرے والدین پر رحم فرما...... آمین

آٹھویں واقفیت

سات چھوٹی ورزشیں

اس واقفیت میں سات چھوٹی چھوٹی ورزشیں درج کی جاتی ہیں۔ ان کو علیحدہ علیحدہ ناموں سے نامزد نہیں کیا گیا۔ مگر ہیں ایک دوسری سے مختلف اور جدا جدا مطلب کے واسطے ہم نے اختصار کے ساتھ ان کو لکھا ہے۔ مگر مختصر سمجھ کر ان سے درگذر نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ حقیقت میں یہ بہت مفید اور بکار آمد ہیں +

پہلی ورزش

(۱) سیدھے کھڑے ہو۔ ہاتھ پہلوؤں کی طرف رکھو۔ (۲) بازوؤں کو پہلوؤں میں کھڑا کر کے آہستگی سے اوپر کی سمت اٹھاؤ یہاں تک کہ سر کے اوپر مل جائیں۔ چند منٹ سانس کو روکو اور ہاتھوں کو بدستور اوپر رکھو (۵) ہاتھوں کو آرام سے پہلوؤں میں نیچے کی طرف لے آؤ۔ اور اس عرصہ میں سانس آہستہ آہستہ خارج کرو۔ (۶) مصفی سانس لو۔

دوسری ورزش

(۱) سیدھے کھڑے ہو۔ بازوؤں کو آگے کی طرف اٹھاؤ (۲) پورا سانس کھینچو اور روکو (۳) دونوں بازوؤں کو پشت کی طرف لے جاؤ۔ ہاتھوں کی پشتیں جتنی زیادہ پیٹھ کی سمت مڑ سکیں اچھا ہے۔ پھر پہلی حالت میں لے آؤ۔ چند بار یہ مشق کرو۔ سانس اس دوران میں رکا رہے (۴) منہ کی راہ سے زور سے سانس کو نکال دو (۵) مصفی سانس لو۔

تیسری ورزش

اے مالک کل میرے والدین پر رحم فرما ...... آمین

(۱) سیدھے کھڑے ہو۔ بازوؤں کو آگے کی طرف اٹھاؤ۔ (۲) پورا سانس کھینچو اور روکو (۳) بازوؤں کو چند بار پیچھے کی طرف مثل دائرہ کے گھماؤ پھر آگے کی طرف گھماؤ۔ (۴) زور سے منہ کی راہ سے سانس کو خارج کرو۔ مصفی سانس لو۔

چوتھی ورزش

(۱) ہاتھوں کی ہتھیلیوں اور پاؤں کے پنجوں کے بل فرش زمین پر لیٹ جاؤ اس طرح پر کہ پیٹ اور رانیں اس سے مس نہ کریں۔ (۲) پورا سانس کھینچو اور روکو (۳) ہتھیلیوں اور پنجوں کو بدستور رکھکر بازوؤں کے بل جسم کو ابھارو (۴) اسی طرح جھک کر لیٹ جاؤ۔ چند بار ایسا کرو (۵) منہ کی راہ سے زور سے سانس کو خارج کر دو۔ (۶) ایک مصفی سانس لو۔

پانچویں ورزش

(۱) سیدھے کھڑے ہو۔ اور ہاتھ کو دیوار پر ٹیک دو (۲) پورا سانس بھر کر روکو (۳) سینہ کو دیوار کی طرف جھکا کر ہلا دو۔ اس طرح پر کہ سارے جسم کا دباؤ ہاتھوں پر پڑے (۴) پھر لیکا یک پہلی حالت میں چلے جاؤ۔ چند بار اس مشق کو دوہراؤ (۵) منہ کی راہ سے سانس کو زور سے خارج کرو۔ (۶) مصفی سانس لیکر ختم کرو۔

چھٹی ورزش

(۱) سیدھے کھڑے ہو۔ ہاتھ کو کمر پر رکھ کر۔ کمر باہر کو نکال دو۔ (۲) پورا سانس بھر کر روک لو۔ (۳) ٹانگوں کو سخت اور سیدھی رکھ کر جھکو جیسے سجدہ کرتے ہیں۔ اور سانس کو آہستہ آہستہ خارج کرتے جاؤ (۴) سیدھے ہو کر پورا سانس کھینچو۔ اور اس مشق کو کئی بار دوہراؤ (۵) مصفی سانس سے کر ختم کر دو۔

مرحوم
اے مالک کل میرے والدین پر رحم فرما ...... آمین

ساتویں مشق

(۱) سیدھے کھڑے ہو (۲) آہستہ آہستہ پورا سانس کھینچو جیسے کسی خوشبودار چیز کو سونگھتے ہیں۔ جب تک پھیپھڑے بھر نہ جائیں سانس کو باہر نہ نکلنے دو۔ (۳) چند لمحے کے لئے روکو پھر نتھنوں کی راہ سے باہر نکال دو (۴) مصفی سانس لو۔

تویں واقفیت

حرکت اور نفس منظوم

کائنات عالم میں کسی شے کو سکون نہیں۔ ذرہ ناچیز سے لیکر آفتاب

تک ہر چیز متحرک ہے۔ حرکت کے اسی قانون کے زیر تحت دنیا کا کام چلتا ہے۔ قوت کا اثر ہوتا ہے مادہ پر اور بے شمار صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جن میں ہر لحظہ تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے۔ ادھر ایک صورت پیدا ہوئی۔ ادھر اس میں تغیر شروع ہوا۔ پھر اس تغیر سے دوسری صورتیں ظہور میں آئیں۔ اور ان میں بھی تغیر ہوا۔ اور دیگر نئی نئی صورتیں پیدا ہوئیں۔ غرضیکہ یہ سلسلہ لا انتہا ہی ہمیشہ جاری رہتا ہے کسی صورت کو ایک حالت پر قرار رہے یہ ناممکن ہے۔ انسانی جسم کے ذرات بھی ہمیشہ حرکت میں رہتے ہیں۔ ان میں بھی مسلسل تغیر ہوتا رہتا ہے۔ جو مادہ اس وقت جسم میں موجود ہے۔ چند ماہ بعد اس کا ایک ذرہ بھی باقی نہ رہیگا۔

وہ دائمی حرکت اور مسلسل تغیر قدرت کا قانون ہے اس حرکت میں ایک نظم ہے جو کل کائنات میں محیط ہے۔ آفتاب کے گرد ستاروں کی گردش دریا کا اتار چڑھاؤ۔ چاند کا گھٹنا بڑھنا موسموں کی تبدیلی۔ پھولوں کا وقت پر کھلنا۔ اور ہر شے کا تغیر و تبدل اسی نظم کے پابند ہے۔ جس طرح موجودات عالم کی تمام چیزیں اس کی مطیع ہیں اسی طرح ہمارا جسم بھی ہے۔

علم النفس یا عملی کا حصہ بہت کچھ اسی نظم پر ہے۔ جسم کو اس کے مطابق کرکے جوگی لوگ خزانہ قدرت سے بہت سا پران جذب کر لیتے ہیں۔ اس کا مفصل ذکر ہم آئندہ بیان کریں گے۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ قوت ارادی سے پھیپھڑوں کی حرکت میں نظم پیدا ہوتا اور اس کے اثر سے تمام جسم میں حرکت ہوتی ہے۔ اور جب یہ حرکت یکساں و مساوی ہو جاتی ہے۔ تو تمام جسم پر مادہ کا فرمانبردار بن جاتا ہے اس طرح پر جسم کو فرمانبردار کر لینے کے بعد کسی حصہ میں خون کا دور زیادہ کر دینا یا کسی عضو میں قوت حیات پہنچا کر اس کو متحرک یا قوی کر دینا کچھ مشکل بات نہیں ہے۔ نفس منظم کا عامل اپنے خیالات کو دوسروں تک پہنچا سکتا اور دوسروں کے خیالات کو اپنی طرف کشید کر سکتا ہے (اسی کا نام ٹیلی پیتھی ہے) دور سے گفتگو کرنا۔ خیال کو منتقل کرنا۔ خیال سے علاج کرنا۔ مسمریزم ہپناٹزم وغیرہ

الٰہی مالک کل میرے والدین پر رحم فرما......آمین

علوم روحانی سب اسی سے متعلق ہیں۔ اگر آدمی ان علوم کی مشقیں نفس منظوم کے ساتھ شروع کرے تو گنتی کے دنوں میں باکمال جوگی بن سکتا ہے۔

نفس منظوم سے مراد یہ ہے کہ خیال میں نظم قایم ہو جائے۔ یوگی لوگ نظم کا شمار دل کی دھڑکن سے کرتے ہیں۔ طریقہ یہ ہے کہ نبض پر ہاتھ رکھ کر نبض کی حرکتوں کو (جو فی الحقیقت دل ہی کی دھڑکن ہے) ایک۔ دو۔ تین۔ چار۔ پانچ چھ وغیرہ شمار کرو۔ یہاں تک کہ یہ شمار ذہن میں ایسا قایم ہو جائے کہ نبض پر ہاتھ نہ رکھ کر بھی شمار کرو تو دل کی دھڑکن کے مطابق ہی ہو۔ تھوڑی ہی مشق سے یہ قدرت حاصل ہو جائے گی۔ مبتدی عموماً چھ حرکتوں میں سانس کو کشید کر لیتا ہے۔ مگر مشق سے حرکتوں کی تعداد بہت بڑھائی جا سکتی ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ نبض کی جتنی حرکات میں سانس کو بھر لیا جائے اتنی ہی حرکات میں خارج کیا جائے اور پھر اس سے نصف حرکات میں روکا جائے اور نصف حرکات تک ٹھہر کر دوسرا سانس شروع کیا جائے۔ ہم ذیل میں ایک مشق درج کرتے ہیں۔ مبتدی کو چاہیے کہ وہ ابتدا میں اسی پر عمل کرے۔ کیونکہ بہت سی ورزشیں جو آیندہ لکھی جائیں گی ان کی روح رواں یہی ہے۔

(042) 6373364

مشق

(۱) بآرام سیدھے بیٹھو۔ اس طرح پر کہ سینہ سر گردن ایک سیدھ میں رہیں۔ ہاتھوں کو بسہولت گود میں رکھ لو۔ اس طرح بیٹھنے سے جسم کا وزن پسلیوں پر رہتا ہے اور آدمی دیر تک بلا تکلیف بیٹھا رہ سکتا ہے۔ یہ بھی تحقیق ہوا ہے کہ اگر سینہ اندر کو دبا ہوا اور شکم باہر کو نکلا ہوا رہے تو نفس منظوم کا فایدہ پورا نہیں ہوتا (۲) آہستہ سے سانس کو چھ حرکات نبض تک کشید کرو (جذب کرو) (۳) تین حرکات تک روکو (۴) چھ حرکات نبض میں آہستہ آہستہ خارج کردو۔ (۵) تین حرکات ٹھہر کر دوسرا سانس شروع کرو۔ (۶) کئی بار اس مشق کو دوہراؤ۔ مگر شروع میں نہ اتنی کہ تھک جاؤ۔ (۷) جب ورزش ختم کرنے کا ارادہ ہو صاف سانس لو۔ اس سے آرام ملیگا اور پھیپھڑے صاف

ہو جائیں گے۔ تھوڑی سی مشق سے سانس کے کشید و اخراج کی مدت ۱۵ حرکات نفس تک پہنچ جائے گی۔ سانس کے لمبا کرنے میں اور حرکات نفس کے بڑھانے میں زیادہ کوشش نہ کرنی چاہئے۔ کیونکہ مقصود صرف نظم سے ہے طوالت سے نہیں جس قدر نظم مفید ہے طوالت نہیں۔ جب تک کہ تم میں ایسی خصوصیت پیدا نہ ہو جائے کہ حرکت نظم کو تمام جسم میں بخوبی محسوس کرنے لگو۔ اس مشق کو برابر جاری رکھو۔

چند نکتے (۱) چونکہ طاقتور قلب کے لئے قوت جسم کی بھی ضرورت ہے۔ اس لئے عامل کی جسمانی حالت بہت اچھی ہونی چاہئے (۲) جسم انسانی ایک لیمپ سے مشابہ ہے۔ جس میں روح کا چراغ روشن ہوتا ہے۔ (۳) نفس منظوم کے ساتھ قوت خیال و ارادہ کی بھی بڑی ضرورت ہے۔ جن لوگوں نے ہماری کتاب ابتدائی کورس متعلقہ علوم روحانی دیکھا ہے وہ جانتے ہیں کہ کیونکر قوت ارادہ کو تقویت دی جاتی ہے۔ اسی کتاب میں ہم ان کی زیادہ تشریح نہ کریں گے۔

مرحوم

ورزش واقفیہ

اے مالک کل مرحوم والدین کی مغفرت فرما ...... آمین

تقسیم پران

فرش پر یا بستر پر سیدھے لیٹ جاؤ۔ نظم کے ساتھ سانس لینا شروع کرو جب نظم بخوبی قائم ہو جائے۔ ارادہ کرو کہ یہ کشید نفس کے ساتھ خزانہ قدرت میں سے بہت سا پران کشید کر رہے ہو اور اس کو ہوا کی نالیوں کے ذریعے معدہ (Solar Plexus) میں جمع کرتے جاتے ہو۔ اخراج نفس کے ساتھ ارادہ کرو کہ پران تمام جسم میں چوٹی سے لے کر ایڑی تک رگ رگ کو متحرک کرتا ہوا قوت دیتا جاتا ہے۔ اس ارادہ کے ساتھ پران کی ایک خیالی تصویر بناؤ۔ گویا پران جسم کے اندر پھیپھڑوں کے ذریعے سے داخل ہو کر معدہ (Solar Plexus) میں جمع ہوتا ہو پھر وہاں سے خارج ہو کر حرکت کے

ساتھ تمام جسم میں ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں کی پوروں تک پہنچتا ہے۔ اس کارِ خیالی میں زیادہ زور دینے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ خیالی تصویر کا بنانا مقصود ہے جسمانی رگوں کو تازگی و خوب چمکنے میں یہ مشق نہایت مفید ہے۔ اس سے تمام جسم میں راحت سی محسوس ہونے لگتی ہے۔ خاص کر اس حالت میں جب جسم میں تکان ہو یا سستی محسوس ہو۔

گیارھویں واقفیت

درد کو دور کرنا

لیٹ کر یا بستر سے کھڑے ہو کر لمبی سانس لینا شروع کرو اور خیال باندھو کہ پران کو دافعہ درد کے لئے کشید کر رہے ہو۔ جتنے خارج کرنے لگو تو خیال کرو کہ پران درد کی جگہ جا کر وہاں خون کو جاری کرتا اور رگوں کو قوت بخشتا ہے۔ دیکھو پران مقام درد پر پہنچ کر اس کو کشید کر رہا ہے۔ اب کا لمحہ جب سے خارج کرتے ہو درد میں بہت کچھ افاقہ ہو جائیگا۔ اس خیال کو دل میں لئے ہوئے سانس چھوڑ کر پران کو خارج کرو۔ سات مرتبہ یہی مشق کرو پھر تھوڑی سانس لینا چھوڑ کر ذرا آرام کرو۔ اور جب تک درد بالکل دور نہ ہو جائے اس مشق کو جاری رکھو۔

مالک کل میرے والدین پر رحم فرما..... آمین

نوٹ: اگر درد کی جگہ ہاتھ رکھو تو جلد ہی اثر ہوگا۔ اس صورت میں خیال کرنا ہوگا کہ انگلیوں کی پوروں کی راہ سے درد کو خارج کر رہے ہو۔

بارھویں واقفیت

اپنا علاج

جسم کو بالکل ڈھیلا چھوڑ کر لیٹ جاؤ۔ تھوڑی سی مخروم لینا شروع کرو اور

خیال باندھو کہ بہت سا پران کشید کر رہے ہو۔ پھر خیال باندھو کہ جمع کیا ہوا پران
ہمارے مریض کی طرف بھیج رہے ہو۔ اور اپنی قوت ارادی پر زور دیکر خواہش
کرو کہ بیماری کا تمام فاسد مادہ پران میں جذب ہو جائے۔ پھر خوب پران خارج کرنے
لگو تو یہ ارادہ کرو کہ اس پران کی جذب شدہ بیماری بھی ساتھ ہی
خارج ہو رہی ہے۔ اس عمل میں ہاتھوں کو بھی کام میں لایا اور مقام مرض پر پھیرا
جا سکتا ہے۔ جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ واضح رہے کہ اس مختصر سی کتاب
میں ہر قسم کی بیماری کا بیان نہ آ سکیگا۔ ہم نے صرف ایک طریقہ بتلا دیا ہے
لیکن اس کے عامل ہونے اور حالات مرض کے موافق طریقہ تبدیل کرنے سے
حیرت انگیز نتائج پیدا ہونگے۔ بعض لوگ دونوں ہاتھ جوڑ کے مرض پر کھلے پھیر
معلوم کرنا شروع کرتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا مقام مرض سے خیالی پمپ
کے ذریعہ سے غلیظ پانی کو نکال کر تازہ پانی بھر رہے ہیں۔ یہ ترکیب اچھی ہے۔ بشرطیکہ
پمپ کا تصور ٹھیک ہو۔ نیز سانس کے کشید میں خیالی پمپ کو اٹھانا اور خارج کرنے
میں دبانا چاہئے۔

اے مالک کل میرے والدین پر رحم فرما ...... آمین
مرجع

تیرھویں واقفیت

اور کا علاج

ذہنی پران کے ذریعہ سے بیماریوں کے علاج کو ہم یہاں بالتفصیل بیان نہیں
کر سکتے۔ کیونکہ اس کتاب سے اس کا تعلق نہیں ہے۔ ہم صرف ذیل میں ایک سا
دہ طریقہ درج کر دینگے۔ جس سے عامل عوام کو بہت فائدہ پہنچا سکتے
ہیں۔ خاص اصول یہ ہے کہ تنفس منظم اور قوت ارادی سے بہت سا پران
کشید کیا جا سکتا۔ اور پھر اس سے مریض کی بیماری کا قلع قمع ہو سکتا ہے
پہلے تصور ایسا قوی کرنا ضروری ہے کہ پران کی آمد رفت جسم میں محسوس
ہونے لگے۔ گویا واقعی میں ایک قوت سانس کے اخراج کے ساتھ ہمیشہ رہتی ہے

جسم سے نکل کر انگلیوں کی پوروں کی راہ سے مریض کے جسم میں داخل ہو رہی ہے۔

مشق

نفس منظوم لینا شروع کرو۔ اور جب اچھی طرح قائم ہو جائے۔ اپنے ہاتھوں کو نہایت آہستگی سے بیمار کے جسم سے مس کرو۔ اور دل میں یہی خیال رکھو کہ ہوا میں سے کشید کیا ہوا پران مریض کے جسم میں داخل کر رہے ہو۔ یہ تصور جاری رہے یہاں تک کہ اس کا جسم پران سے بھر جائے۔ بیچ بیچ میں ہاتھوں کو اٹھا کر انگلیوں کو جھٹکتے بھی رہو۔ ایسا کرنا اور علاج کے خاتمہ پر ہاتھوں کا دھونا اچھا ہے ورنہ مبادا مرض کا اثر تم میں عود کر آئے۔ علاوہ ازیں مشق کے بعد چند بار مصفیٰ سانس لینا بھی ضروری ہے۔ علاج کے وقت تصور کرو کہ پران کی دھارا مریض کے جسم میں جا رہی ہے۔ اس کے جسم کو ذخیرہ قدرت سے ملا دو۔ اور خود پران کے گذر کے لئے ذریعہ بنے رہو۔ ہاتھوں پر زیادہ زور دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف اس قدر کافی ہے کہ پران مریض کے جسم میں بسہولیت پہنچتا رہے اس دوران میں نفس کے تنظم کو بھی وقتاً فوقتاً دیکھتے رہو کہ ٹھیک ہے اور پران مریض کے جسم میں بلا رکاوٹ پہنچتا رہے۔ ہاتھوں کو ننگے جسم پر رکھنا بہتر ہوگا۔ مریض کے جسم کو کبھی کبھی نہایت آہستگی سے انگلیوں کی پوروں سے ٹھونکتے بھی جاؤ مگر انگلیاں ایک دوسری سے جدا جدا رہیں۔ ملیں نہیں۔ ازالہ امراض میں خیالی حکم دینا بھی سودا کی ایک دوا ہے۔ اس طرح پر کہ نکلو۔ یا توت پکڑو۔ جیسی صورت ہو اور جو مناسب ہو ایسی حکم سے ارادہ قوی ہو جاتا ہے ان ہدایات کو حسب ضرورت و موقع کام میں لاؤ۔ اور اپنی عقل سے بھی کام لو۔ ہم نے عام طریقہ بتلا دیا ہے۔ اس سے سیکھ کر دل خواہ ہر کام لے سکتے ہو۔ یہ طریقہ علاج اگرچہ بظاہر بہت سادہ ہے مگر بڑے بڑے کام کا ہے کیونکہ عامل اس سے اتنی قدر کام لے سکتا ہے جس قدر کہ بڑے بڑے مشہور معالج مختلف امراض پر نہایت پیچیدہ اور مشکل طریقوں سے کام

لیا کرتے ہیں۔ اگر وہ اپنے طریق علاج میں نفس منظوم کو بھی شامل کر لیا کریں تو ۹۹ فیصدی حالتوں میں کامیاب رہیں +

چودھویں واقفیت

دُور کا علاج

خیال سے رنگا ہوا پران دوسروں تک پہنچایا جا سکتا ہے بشرطیکہ وہ اس کو قبول کرنے پر آمادہ ہوں۔ معالج اپنی قوت خیال سے پران کو مریض کے پاس جہاں کہیں وہ ہو بھیجتا ہے۔ اور وہ خلا میں سے گذر کر مریض کے جسم میں داخل ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ وہ اس کو لینے کے لئے تیار ہو۔ دُور کے علاج میں لازمی ہے کہ معالج مریض کی خیالی تصویر اپنے سامنے قائم کر لے۔ یہ کارروائی قلبی اور معالج کی قوت متخیلہ پر مبنی ہے۔ تصویر قائم ہونے پر عامل کو محسوس ہونے لگتا ہے کہ معمول پاس ہی ہے۔ تھوڑی سی مشق سے یہ ملکہ حاصل ہو جاتا ہے کہ جب چاہو۔ کیونکہ متخیلہ اس کی تصویر کو تمہارے سامنے لا کر کھڑا کر دے۔ گویا بعض مجسم تمہارے روبرو کھڑا ہے۔ جب یہ حالت ہو جائے مریض سے جی ہی جی کہتے ہو کہ میں تمہارے پاس صحت سے بھرا ہوا پران بھیجتا ہوں جس سے تمہیں صحت ہوگی۔ پھر خیال کرو کہ گویا ہر نفس منظوم کے اخراج کے ساتھ پران نکل کر مریض کے جسم میں داخل ہو رہا ہے (جس کا خیالی ستارا یا تمہارے سامنے موجود ہے) اس خیال سے مریض چاہے تم سے کتنے فاصلہ پر ہو پران خلا کے محیط میں سفر کر کے فی الفور اس کے پاس پہنچ جائیگا۔ اور بات کی بات میں تندرست ہو جائیگا۔ علاج کرنے کے لئے کوئی خاص وقت مقرر کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر ایسا کر لیا جائے تو حرج بھی نہیں۔ مریض کی اثر قبول کرنے کی حالت گویا وہ امیدوار اور تمہاری قلبی قوت حاصل کرنے کے لئے تیار ہے اس میں فوری اثر پیدا کرنے کی صورت پیدا کر دیتی ہے۔ اگر

تاہم کوئی وقت مقرر کر لیا جائے تو اس وقت مریض کو ساکت و ساکن ہو کر اثر قبول کرنے پر آمادہ رہنا چاہئے۔ یہی حقیقی اصول دور کے علاج کا یوگیوں میں رائج ہو گیا ہے۔ اس طریق سے تھوڑی سی مشق پر تم بڑے بڑے مشہور صالحوں کی برابر کارروائی کر سکتے ہیں۔

پندرھویں ہدایت

خیال کو منتقل کرنا

دور کے علاج کے واسطے جو طریقہ ہم نے اوپر بیان کیا۔ اسی طریق سے خیال کو بھی منتقل کیا جا سکتا ہے۔ خیال جس کے پاس بھیجا جائیگا وہ اسے محسوس کریگا۔ مگر یہ یاد رہے کہ برا خیال اچھے خیالات والے کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اچھے خیالات ہمیشہ مثبت ہوتے ہیں اور برے منفی تم نے سمجھا ہماری مراد یہ ہے کہ اچھوں کا اثر تو برے و نیز اچھے پر ہو سکتا ہے۔ مگر بروں کا اچھوں پر نہیں ہوتا۔ اگر تم چاہتے ہو کہ کوئی شخص تمہاری محبت میں مبتلا ہو۔ بشرطیکہ تمہارے دل میں بھی اس کے لئے محبت و ہمدردی ہے اور تمہاری نیت بھی پاک ہے تو تمہارا خیال ضرور اس پر اثر انداز ہوگا۔ دوسروں کو نقصان پہنچانے کے لئے ناپاک و خود غرضی کے خیالات کو منتقل کرنا ہرگز مناسب نہیں کیونکہ ایسے خیالات پاک دل قبول پر خاک اثر بھی نہ ڈال سکیں گے۔ بلکہ الٹا دہ چند قوت کے ساتھ واپس پلٹ کر حامل پر حملہ آور ہونگے۔ اور اسی کو نقصان پہنچائیں گے۔ قلبی قوت کا ناجائز استعمال کرنا گویا بجلی کے ساتھ کھیلنا ہے۔ اس لئے ہمیشہ اپنے خیالات کو پاک رکھو۔ پھر تم کو کبھی کوئی نقصان نہ پہنچا سکیگا۔

مرحوم
...میرے والدین پر رحم فرما... آمین

چند نکتے

(۱) اگر کبھی بھولے سے برے خیالات کے آدمیوں کی صحبت کا اتفاق

ہو جاتے ۔ اور طبیعت کو اضمحلال محسوس ہو تو تنفس منظم چند بار لیکر پران کو جمع کرو ۔ اور تصور سے اپنے گرد روشنی کا ایک خیالی حلقہ بناؤ ۔ اس کے نورانیت سے بُرے خیالات اور خراب جذبات کے اثر سے محفوظ رہ سکو گے

(۳) پران کی کمی کو پورا کرنا اور تازگی حاصل کرنا ۔ اگر یہ محسوس ہو کہ حرارت غریزی کم ہو گئی ہے ۔ اور جلد مہیا کرنے کی ضرورت ہے تو عمدہ ترکیب یہ ہے کہ آلتی پالتی لگا کر اس طرح بیٹھ جاؤ کہ پاؤں کے تلوے آپس میں ملے رہیں ۔ اور ان کی انگلیاں بھی اسیطرح ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور انگلیوں کی پوریں بھی آپس میں ملی رہیں ۔ پھر چند منظوم سانس کو تازگی محسوس ہو گی ۔ یہ طریقہ ہے ۔ اور مقناطیس جسم میں مستعد ہو جاتا ہے ۔ اور پران

نوٹ :- اگر کسی دوسرے کی حرارت غریزی کم ہو جائے تو اس کو بڑھا دینے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے سامنے بیٹھ کر پاؤں کی انگلیاں ملا کر اور اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لو ۔ پھر دونوں (عامل و معمول) منظوم سانس لیں ۔ عامل خیال کرے کہ پران بہہ رہا ہے کہ معمول کے جسم میں داخل کر رہا ہوں ۔ اور معمول جس کی حرارت غریزی کم ہو گئی ہے خیال کرے کہ وہ پران کو عامل کے جسم سے کشید کر رہا ہے

احتیاط :- مشق سے پہلے اس بات کا جاننا معمول کیلئے ضروری ہے کہ وہ [illegible] عامل کی [illegible] اپنی [illegible] حرارت کی کمی کو پورا کرنے لگا ہے

اس کے خیالات کیسے ہیں ۔ کیونکہ ممکن ہیں اگر عامل کے خیالات اچھے نہ ہونگے تو معمول پر بھی اس کے برے خیالات کا اثر ضرور پڑے گا ۔ [illegible] وہ عارضی ہو یا دیر پا ۔ مگر برا اثر نا ممکن دور کیا جا سکتا ہے ۔ ترکیب یہ ہے کہ معمول [illegible] رہا ہے ۔ اور مقناطیس کو مستعد کرکے ۔ پھر چند منظوم سانس [illegible]

(۴) پانی میں پران داخل کرنا ۔ پانی میں پران داخل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ شیشے یا مٹی کی پیالہ بیچ پانی ڈال کر دست چپ پر رکھ دو پھر [illegible]

منظوم لینا شروع کرو۔ اور دست راست کی انگلیوں کو اکٹھا کر کے برتن میں لٹکا دو۔ مگر وہ آپ سے چھوئیں نہیں پانچ سے دس منٹ تک تصور کرو کہ گویا صحت بخش برقی رو ان کو پانی میں ڈال رہے ہو۔ اس طرح پر عمل کیا ہوا پانی اور اشرمرالقبول برا کسیر کا حکم رکھتا ہے۔ خصوصاً جبکہ علاج کرنے کا خیال بھی ساتھ ہو۔

(۴) قلبی و دماغی صفات حاصل کرنا۔ قوت ارادہ سے صرف جسم پر ہی نہیں بلکہ دماغ و قلب پر بھی اثر ڈالا جا سکتا ہے۔ خاص کر جب نفس منظوم کی مشق [illegible] ہو۔ ان کا تصور قائم کر کے نفس منظوم کی مشق کرو۔ بے فکری، خوشی۔ قوت استدلال۔ ضبط و تحمل۔ سکون قلب۔ ترقی حافظہ و دماغ [illegible] حاصل ہو سکتی ہیں۔ اسی طرح نفس منظوم کی مشق کرنے سے بھی

اوصاف حمیدہ و خصائل حسنہ حاصل کرنے کے لئے ہم ایک مشق ذیل میں درج کرتے ہیں۔ سیدھے بیٹھ یا لیٹ جاؤ۔ اور اپنے جسم کو بالکل ڈھیلا چھوڑ کر خیال کرنے لگو کہ گویا وہ ایک بے جان شے ہے۔ ایسا کرنے سے تمہارے جسم کو بہت آرام ملے گا۔ پھر تصور قائم کرو کہ جن صفات کو تم حاصل کرنا چاہتے ہو وہ تم میں موجود ہیں (تم میں موجود ہیں) اس خیال پر بڑا زور دو کہ تمہاری طبیعت ان صفات کو قبول کر رہی ہے۔ تم ان اوصاف سے متصف ہو رہے ہو۔ نفس منظوم لیتے رہو۔ اور تصور کو قائم رکھو۔ آہستہ آہستہ وہ صفات حاصل ہوتی جائیں گی۔

(۵) جسمانی قوت حاصل کرنا۔ قوت جسمانی بھی اسی طریق سے حاصل ہو سکتی ہے جس طرح صفات دماغی و قلبی۔ مثلاً پست قد دراز ہو سکتا ہے۔ کمزور پہلوان بن سکتا ہے۔ چہرے کی صورت بدل سکتی ہے۔ پورے جسم کی ہیئت بھی جتنا آدمی کا خیال ہوگا۔ وہ اس کے چہرے سے نظر و رفتار سے نشست و برخاست کے حرکات سے ضرور ظاہر ہو جائیگا کسی خاص حصہ

خالد اسحاق راٹھور
مرحوم
(042) 637486...
...پر رحم فرما...... آمین

جسم کو ترقی دینے کے لئے مناسب ہے کہ خیال کو اس کی طرف رجوع کر کے نفس منظوم کے ساتھ تصور کرو کہ تم ان کو اس کی طرف بھیج کر قوت پہنچا رہے ہو یہ طریقہ ہر ایک حصہ جسم کے لئے کافی ہے۔ ماحصل یہ کہ صحت کا خیال جمانے سے صحت ملتی ہے۔ خوبصورتی کا خیال جمانے سے خوبصورتی۔ جیسا تمہارا خیال ہوگا ویسے ہی بن جاؤ گے۔ نفس منظوم کی مشق کے ساتھ دل میں ارادہ رکھو اور پھر اس کا تصور قائم کر کے تم ہر ایک دلی خواہش کو بشرطیکہ اس میں خودغرضی کی بو نہ ہو، پورا کر سکتے ہو۔

(۵) خطرناک جذبات یا انتشار قلب کو دور کرنا۔ خطرناک جذبات مثلاً خوف، غصہ، شک، نفرت، حسد، انتقام وغیرہ قوت ارادہ سے جن کی مدد سانس منظوم کی ہو۔ بہت آسانی سے دور کئے جا سکتے ہیں۔

مشق

مِرچو

نفس منظوم کو شروع کر کے خیال (دل) میں قائم کرو۔ اور حکم دو کہ نکل جا۔ یہ حکم اخراج نفس کے وقت اطمینان و مضبوطی کے ساتھ دینا چاہیئے۔ اور تصور کرنا چاہیئے کہ اخراج نفس کے ساتھ جوش قلب بھی نکل رہا ہے۔ سات مرتبہ ایسا کر کے معتدل سانس لو۔ اور پھر دیکھو کہ کس قدر فائدہ ہوا ہے۔ مگر حکم دل سے اور مضبوطی کے ساتھ ہونا چاہیئے۔

اے مالک کل میرے والدین پر رحم فرما..... امین

(۶) قوت حیوانی کو بطریق دیگر کام میں لانا۔ ذیل میں ہم سانس کی ایک ایسی مشق درج کرتے ہیں جس کے ذریعہ سے ہمارے شاگرد قوت حیوانی سے تمام جسم کو تقویت دے سکیں گے۔ بجائے اس کے کہ اس کو مستورات کی محبت میں جائز و ناجائز طریقہ سے ضائع کریں۔ اس قوت کا کام اصل میں خلق کرنا ہے لیکن جسم میں اس کی بدولت مادہ حیات بخش پیدا کر کے ہم اس سے بجائے تخلیق کے اور کام بھی لے سکتے ہیں۔ اگر نوجوان اس اصول کو کام میں لائیں تو دو تین سو سال تک زندہ رہ کر دماغی و جسمانی قوت کا حظ اٹھا سکتے ہیں۔ جوگی لوگ جب ذیل کی مشق پر عمل کرتے ہیں تو ان میں مادہ حیات بخش پیدا ہو کر

جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ان کے جسم سے اس کا ظہور ہونے لگتا ہے۔ مادہ حیات پران یا قوت مقناطیس اصل میں ایک ہی چیز ہے۔ اس قوت کو مختلف طریقوں سے کام میں لانے سے بڑے بڑے کام نکلتے ہیں۔ انسانی جسم میں سب سے زیادہ پران کا ظہور قوت حیوانی میں ہوتا ہے۔ کیونکہ قدرت نے اس کو خلق کرنے کا ذریعہ بنایا ہے۔ اس لئے عضو تناسل مادہ حیات کا مخزن قرار پایا ہے۔ اس مادہ یا قوت کو عروج دینا چاہو نفس پرستی میں ضائع کرو۔ چاہو تخلیق کے کام میں لاؤ یا بالکل ضائع نہ کرو۔ اور صدیوں تک زندہ رہ کر دنیا کی بہار دیکھو۔ تمہارے بس کی بات ہے۔

قوت حیوانی کو کسی دوسری قوت میں منتقل کر کے اپنے جسم میں جذب کر لینا سہل ہے۔ نفس منظوم کے ساتھ یہ کاروائی باآسانی ہو سکتی ہے۔ اس کو چاہو جس وقت کر سکتے ہو۔ مگر غلبہ نفس کے وقت کرنا اچھا ہے۔ کیونکہ اس وقت قوت حیوانی ظہور پر آمادہ ہوتی ہے۔ اس لئے جسم کے لئے کسی دوسری قوت میں منتقل کرانے میں آسانی رہتی ہے۔ ترکیب حسب ذیل ہے:۔

محض قوت کا خیال دل میں کرو۔ اور خیالات نفس پرستی کو دور رکھو۔ اگر کوشش کے باوجود بھی ایسے خیالات کو دور نہ کر سکو تو گھبراؤ نہیں۔ بلکہ یہ خیال کرو کہ ایسے خیالات اس قوت کے غلبہ کی وجہ سے ہیں جس کو تم جسم و دماغ کی قوت و تجدید کے کام میں لانا چاہتے ہو۔ پشت کے بل لیٹ جاؤ۔ یا سیدھے کھڑے ہو جاؤ اور تصور باندھو کہ قوت حیوانی کو اوپر کی طرف کشید کر کے میں سے جا رہے ہو جس مقام میں اس کی کیفیت تبدیل ہو گی اور مادہ حیات بن کر جمع رہے گی۔ پھر نفس منظوم لینا شروع کرو۔ اور ہر کشید دم کے ساتھ تصور کرو کہ قوت کو اوپر کی طرف کشید کر رہے ہو اور قوت ارادی سے حکم دو کہ قوت حیوانی عضو تناسل سے نکل کر دماغ اب آجائے۔ اگر نفس کا تنظم ٹھیک ہو گیا ہے اور تصور بھی قائم ہے تو قوت کا اوپر کی طرف آنا محسوس ہوگا۔ دماغی قوت کو تقویت دینے کی حالت میں کسی اور حصہ جسم کی بجائے قوت کو دماغ میں جانے کے لئے حکم دو۔ اور ایسا ہی تصور کرو کہ دماغ کو قوت دیتے ہو۔ اسی طرح

مرحوم
اے مالک کل میرے والدین پر رحم فرما ..... آمین

سے جسم کو بھی سڈول اور مضبوط بنایا جا سکتا ہے۔ ہر کشید دم کے ساتھ قوت کو اوپر کی طرف کشید کیا جائے اور ہر اخراج کے ساتھ اس کو جہاں بھیجنا ہو بھیجی جائے وہیں گرنے سے جہاں قوت پہنچائی ہوتی ہے ضرور پہنچ جاتی ہے۔

یہ بات بھی یاد رہے کہ اس کارروائی سے وہ مادہ سیال جس کو منی کہتے ہیں۔ کشید نہیں ہوتا بلکہ لطیف پران جو اس مادہ کی اور اعضائے تناسل کی روح ہے۔ اس مشق کے دوران میں اگر سر کسی قدر آگے کو جھکا رہے۔ تو مضائقہ نہیں۔ مگر ارادتاً جھکانے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔

(۸) دماغ کا تکان رفع کرنا۔ سیدھے بیٹھو۔ بالکل سیدھے چھاتی باہر کو نکلی ہوئی۔ شانے اوپر کو اٹھے ہوئے۔ آنکھیں آگے کی طرف ہاتھوں کو رانوں پر ٹکا رکھے ہو۔ اور نفس منظوم لینا شروع کرو مگر پہلے کی طرح نہیں۔ بلکہ ایک نتھنے سے کشید کرو۔ اور دوسرے سے خارج پھر دوسرے سے کشید اور پہلے سے خارج۔ علیٰ ہٰذا القیاس۔ مثال دیکھو۔ اول بائیں نتھنے کو انگوٹھے سے خوب بند کر کے دائیں سے سانس کشید کرو۔ اور حسب معمول روک کر دائیں نتھنے کو بند کر کے بائیں سے خارج کرو۔ پھر دائیں نتھنے کو بدستور بند رکھو کر بائیں سے کشید کرو [illegible] سے خارج کرو [illegible]

... پر رحم فرما...... آمین

یہ ورزش دماغ کے تکان یا اور کسی قسم کی دماغی بیماری کو رفع کرنے کے لئے از بس مفید ہے۔ (بالخصوص ان لوگوں کے لئے جن کو دماغی کام کرنا پڑتا ہے یا محنت سے سخت دماغی محنت کرنے والا بھی اس ذریعہ سے تازگی حاصل کر سکتا ہے۔

سولھویں واقفیت

نفس روحانی

نفس منظوم اور قوت ارادی سے صفات دماغی و قلبی ہی حاصل نہیں ہوتیں

بلکہ روحانی قوتیں بھی۔ یوگی لوگوں کا قول ہے کہ انسان میں بڑی بڑی قوتیں موجود ہیں۔ جو بحالت موجودہ مخفی ہیں۔ اور شدہ شدہ ترقی ہونے پر ظہور میں آئیں گی لیکن ہم کہتے ہیں کہ انسان اپنی قوت ارادی اور دیگر ذرائع سے فی زمانہ بھی ان قوتوں کو حاصل کر سکتا ہے۔ جو قانون قدرت کے مطابق کئی صدیوں کے بعد بنی نوع انسان کو حاصل ہوں گی۔ اس غرض کے لیے جس قدر اشغال ہیں ان کی روح رواں سب نفس منظوم ہر چند اس طریقہ نفس میں کوئی ایسی صنعت نہیں جس سے انسان فوق الفطرت کام کر سکے تاہم اس کی مشق سے جسم و دماغ اپنے بس میں ہو جاتے ہیں۔ کہ باطنی قوتوں کے ظہور کی راہ کھل جاتی ہے

ہم ذیل میں دو طریقے علم باطنی کے حصول کے بیان کریں گے۔

(۱) علم الروح (۲) علم محیط۔ طالب کو شروع میں زیادہ بے قرار نہ ہونا چاہیے بلکہ صبر اور استقلال سے ... کو شش ... کرنا ... ہے کہ تخم کاشت کرنے کے بعد پھول کب اور کیونکر ظہور میں آتا ہے

(۱) علم الروح۔ انسان کی اصلی انانیت ... جسم و دماغ ... نہیں ہے۔ یہ ... دماغ و دل پر ... ہے جن کو وہ اپنی انانیت آلات کے طور پر استعمال کرتی ہے۔ پھر اصلی انانیت کیا ہے؟ لو ہم بتائیں اصلی انانیت وہ ہے جس کو انسان "میں" کہتا ہے۔ اور جس کا ظہور احدیت میں ہوتا ہے۔ نہ کہ شخصیت میں یہ وہ قطرہ ہے دریائے وحدت کا۔ جو ہمیشہ ایک سی حالت میں رہتا ہے۔ جس کو کبھی فنا نہیں۔ اسی کا نام روح ہے۔ تم بھی کبھی بھول کر بھی یہ خیال نہ کرنا کہ تمہاری روح کوئی اور چیز ہے اور تم کچھ اور کیونکہ جو کچھ روح ہے وہی کچھ تم ہو جس کا نام ہے۔ وہ ایک عارضی مقام ہے۔ (تمہارا) جس کو ایک نہ ایک دن تم ہی چھوڑنا ہوگا۔ جب تم پرانے کپڑے کو اتار کر پھینک دیتے ہیں۔

تم اگر چاہو تو وہ قوت حاصل کر سکتے ہو جس سے تم پر روح کی (تمہاری) حقیقت آشکارا ہو جائے۔ اور معلوم ہو جائے کہ اس کا وجود جسم کی ہستی پر منحصر نہیں ہے بلکہ اس کے فنا ہو جانے پر بھی وہ زندہ رہے گی۔ یا تم

(042) 6374864
اے مالک کل میرے والدین پر رحم فرما...... آمین

زندہ رہو گے۔ یوگی لوگ اس قوت کو جس مشق سے حاصل کرتے ہیں اس کا راز ہمارے کتاب میں بتلایا گیا تھا۔ اس لئے اس راز کو جو اس ساری کتاب کی جان ہے۔ ہم عمداً یہاں قلمبند کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ البتہ جب مبتدی ابتدائی اسباق پر عبور حاصل کر جائے۔ تو اس کے کان میں وہ راز پھونکا جا سکتا ہے۔

(۳) علم محیط یا وصال ذات باری۔ اگر ذات محیط ایک بے کنارہ سمندر ہے تو روح انسان اس کا ایک قطرہ جو بظاہر اس سے علیحدہ معلوم ہوتا ہے۔ مگر فی الحقیقت ہے اسی کا جزو۔ انسان جوں جوں روحانیت میں ترقی کرتا جاتا ہے اس کو اپنا تعلق ذات محیط سے محسوس ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ خود کو اور ذات محیط کو ایک ہی سمجھنے لگتا ہے۔ اس کا نام علم محیط ہے۔

یوگی لوگ اس کو مختلف طریقوں سے بذریعہ نفس مسلوم و استغراق حاصل کرتے ہیں۔ لیکن ہم یہاں صرف ایک مشق لکھنے پر ہی اکتفا کریں گے۔

مشق

الٰہی مالکِ کُل میرے والدین پر رحم فرما ...... آمین

پشت پر تکیہ لگا کر جسم کو بالکل ڈھیلا چھوڑ دو۔ نفس مسلوم لینا شروع کرو ذات محیط سے جو تمہارا تعلق ہے اس پر غور و تصور کرو۔ کہ اس کا ایک ذرہ تم بھی ہو۔ خیال کرو کہ کل اور تم ایک ہی ہو۔ کل کو ایک ہی سمجھو اور اپنی روح کو اس کا ایک جزو تصور کرو۔

محسوس کرو کہ ذات محیط سے تم کو حرکت پہنچ رہی ہے۔ اس کی قوت و دانائی تمہارے حصے میں آ رہی ہے۔ ذیل کے دو طریقوں سے مراقبہ میں جاؤ۔

(۱) ہر کشید نفس کے ساتھ خیال کرو کہ ذات باری کی قوت لا نہایت کو اپنے میں کشید کرتے ہو اور ہر اخراج کے ساتھ خیال کرو۔ کہ اس قوت کو اوروں تک پہنچاتے ہو۔ ساتھ ہی ہر جاندار کی محبت سے دل کو پُر کرو اور جانو کہ جو فضل الٰہی تم پر ہے اور وں پر بھی ہے۔ ہنوز تصور کرو کہ نور ذات تم میں بھرا ہوا ہے۔

(۲) نہایت ادب اور خلوص باطنی کے ساتھ ذات باری کا تصور دل میں قایم کرو۔ اور خیال کرو کہ اس کا دریائے نور جوش میں آ کر تمہاری کشتی دل کو سیراب کر رہا ہے۔ یا تم میں داخل ہو رہا ہے۔ پھر یہ خیال کرو کہ یہ نور تم سے نکل کر تمہارے بھائی بہن اور ان لوگوں میں جاتا ہے۔ جن کو تم مدد دینا چاہتے ہو اور جن سے تم محبت کرتے ہو۔ اس مشق کے عامل کو غیر معمولی طاقت و دانائی اور سرور ابدی حاصل ہوتا ہے۔

عام ہدایات

(۱) ہم جانتے ہیں کہ یہ کتاب ہمارے شاگردوں کے علاوہ ان لوگوں کے ہاتھوں میں جائے گی جو دنیا کی دلدل میں بطرح پھنس کر روحانیت کے نام سے کانوں پر ہاتھ دھرتے ہیں۔ ایسے لوگ ان سبقوں سے کچھ فایدہ نہ اٹھا سکیں گے

اے مالک کل میرے والدین پر رحم فرما ...... آمین

اس لئے ان کو چاہئے کہ ان سے درگزریں ورنہ انجام اچھا نہ ہوگا۔

(۲) شاگردوں سے ہم کہتے ہیں کہ وہ ان مشق میں محبت کو ان خیالات پر قایم رکھیں۔ جن کا تصور جمانے کے لئے اوپر لکھا گیا ہے۔ آہستہ آہستہ طبیعت میں سکون پیدا ہو کر پورا تصور قایم ہو جائیگا۔

(۳) ان سبقوں کو بلا ضرورت بار بار نہیں کرنا چاہئے۔ اور نہ ان سے جو سرور تمہیں حاصل ہوگا اس سے بہک کر معاملات دنیوی سے متنفر نہ ہو جانا۔ کیونکہ تعلقات دنیوی گو کیسے ہی ناگوار اور خلاف طبع ہوں۔ تمہارے لئے ضروری ہیں اس لئے تم کو ان سے کنارہ کش نہ ہونا چاہئے۔ بلکہ روحانی سرور سے دنیاوی تکالیف و مصائب کا مقابلہ کرو۔ اور خیال کرو کہ اول الذکر کے مقابلے میں آخر الذکر کی کچھ حقیقت نہیں ہے۔

ہمت اور استقلال سے کوشش کئے جاؤ اور فضل الٰہی کے امیدوار رہو۔ خدا ہر حال میں نوع انسان کو با اطمینان رکھے